مولانا محمد عبد المعبود صاحب، خطیب جامع مسجد پھولوں والی۔ راولپنڈی

عہد نبویؐ میں نظام تعلیم

نبی امی فداہ ابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلا جو خدائی حکم ملا اور جس سے وحی خداوندی کا آغاز ہوا وہ تعلیم و حکمت جیسے عظیم المرتبت موضوع سے متعلق تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اقرأ باسم ربك الذي خلق ٥

پڑھنے کے حکم کے ساتھ اس کے لوازمات کا ذکر اس کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ یعنی علم قلم ہی کا واسطہ ہے جو انسانی تہذیب تمدن کا ضامن ہے۔ چونکہ تعلیم کی عموماً دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک زبانی اور دوسری بذریعہ قلم، تحریر و کتابت کی صورت ہیں، اس لئے اولیں طور پر ان دونوں کا ذکر کر دیا گیا۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں: قلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اگر یہ نہ ہوتا تو نہ کوئی دین قائم رہتا اور نہ دنیا کے کاروبار درست ہوتے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے جو اس نے اپنے بندوں کو ان چیزوں کا علم دیا جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔ اس طرح انہیں جہالت کے اندھیرے سے نکال کر نور علم سے نوازا۔ اور علم و کتابت کی ترغیب دی۔ کیونکہ اس میں بے شمار منافع ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی بھی ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تمام علوم و حکم کی تدوین اولین و آخرین کی تاریخ۔ ان کے حالات و مقالات اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابیں سب قلم ہی کے ذریعہ لکھی گئیں اور رہتی دنیا تک باقی رہیں گی۔ اگر قلم نہ ہو تو دین و دنیا کے سارے کام بے حقیقت ہو جائیں۔

ہجرت کے بعد معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و ادب کی ترویج و ترقی پر خصوصی توجہ دی، اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی مشکوٰۃ نبوت سے اکتساب فیض کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ نے مسجد نبوی کے شمال مشرقی گوشے کو "دار العلم" کی حیثیت سے علم و ادب کا مرکز قرار دیا اور عرف عام میں اسے "صُفّہ" کے نام سے شہرت حاصل ہوئی۔ اس میں تعلیم حاصل کرنے والے شمع علم کے پروانے "اصحاب صفہ" کے لقب سے نوازے گئے۔ اس میں زیر تعلیم طلبا دو قسم کے تھے۔ کچھ تو ایسے طلبا تھے جو شہر میں رہنے والے تھے پڑھ کر گھر چلے جاتے اور کچھ ایسے بھی تھے جن کا گھر نہ ہونے کی وجہ سے وہی ان کا ہاسٹل بھی تھا۔ اور بعض طلباء و فضلاء کی اقامت گاہ دور ہونے کی وجہ سے ایک دن کے وقفہ سے آتے تھے۔ جیسا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عوالی میں مقیم تھے۔ جو مسجد نبوی شریف سے کسی قدر دور ہے۔ بنا بریں آپ کے لئے ہمہ وقتی اکتساب علم و فیض

ممکن نہ تھا۔ تاہم یہ معمول بنالیا تھا کہ ایک روز خود آتے اور ایک روز اپنے پڑوسی حضرت عتبان بن مالکؓ کو بھیجتے تاکہ فرمانِ نبوت سے خوشہ چینی میں کسی دن بھی محروم نہ رہیں۔

اس پہلی "اسلامی یونیورسٹی" میں تعلیم ابتدائی نوعیت کی ہونے کے باوجود متعدد شعبوں پر مشتمل تھی۔ مثلاً لکھائی پڑھائی کا شعبہ۔ تعلیم قرآن مجید۔ فقہی احکام و مسائل۔ قراءۃ و تجوید وغیرہ۔ اور ہر ایک شعبہ ماہر اور تجربہ کار اساتذہ کے سپرد تھا۔ مزید برآں یہ کہ معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت رئیس ادارہ وقتاً فوقتاً خود بھی انہیں تعلیم سے نوازتے تھے۔

تعلیم و تعلم کا طریقہ یہ تھا کہ تمام طلبا حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور ایک آدمی کھڑے ہو کر قرآن مجید کی آیات پڑھتا اور دوسرے لوگ سنتے۔ پھر دوسرا پڑھتا۔ اسی طرح حلقہ میں شریک ہر ایک آدمی باری باری پڑھتا تھا۔ جس سے بڑی سہولت کے ساتھ وہ آیات سب کو یاد ہو جاتی تھیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:۔

ایک مرتبہ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوئے، دیکھا کہ ایک حلقۂ تعلیم قائم ہے۔ ایک قاری قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور باقی سب سن رہے ہیں۔ پڑھنے والے کی نگاہ جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو احتراماً رک گیا اور ادب کے ساتھ سلام عرض کیا۔ آپ اس حلقہ میں بیٹھ گئے اور ہاتھ سے پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ لوگوں نے آپ کے گرد حلقہ بنالیا۔ آپ اس اندازِ تعلیم سے بے حد مسرور ہوئے۔

ایک دفعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کاشانۂ نبوت سے برآمد ہوئے تو آپ کو مسجد میں دو حلقے نظر آئے۔ ایک میں لوگ تلاوت اور دعا میں مصروف تھے جبکہ دوسرے میں تعلیم و تعلم میں مشغول۔ آپ نے دونوں کی تعریف و تحسین فرمائی۔ کہ ایک حلقہ تلاوت اور دعا جیسے نیک کام میں مصروف ہے اور دوسرا قرآن مجید کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

"میں صرف معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں" یہ فرماتے ہوئے حلقۂ درس میں بیٹھ گئے۔

علم انسانیت کی معراج، معرفت حق تعالیٰ کا زینہ، روحانی اور مادی ترقی کا سرچشمہ، دینی و دنیوی کمال کو اوجِ ثریا تک پہنچانے کا مؤثر ذریعہ۔ دنیا و عقبیٰ کی ظفریابی و کامرانی کا موجب۔ تہذیب و ثقافت کی روحِ رواں۔ انسانی دل و دماغ کی تعمیر اور ذہنی قوتوں کی نشوونما کا واحد ذریعہ ہے۔ اقوام و ملل کی تہذیبی، ثقافتی، تمدنی، اقتصادی اور معاشی ترقی علم ہی کی رہین منت ہے۔ انسان کی تشکیل و تعمیر، انسانی افکار و نظریات، روحانی اور ثقافتی قدروں کا تحفظ علم ہی کا کرشمہ ہے۔

تعلیم و تعلم کی اہمیت اور ضرورت تخلیق اور تعلیم آدم علیہ السلام سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ جنہیں پیدائش کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے تعلیم کی لازوال نعمت سے سرفراز فرما دیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا اور آدم علیہ السلام کو ہر چیز کے نام سکھا دئے۔

بعد میں جب زمین کے مختلف مقامات پر انسانی آبادیاں قائم ہوئیں تو ان کی تعلیم و تربیت کے لئے وقتاً فوقتاً ایک لاکھ چوبیس ہزار معلمین کا انتظام کیا گیا۔ جنہوں نے اس کام کے نقطۂ آغاز سے نقطۂ انتہا تک علم و دانش کی ترویج و ترقی پر

اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صرف کیا۔ اس جماعت کے آخری فرد فرید معلم اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نبوت کی اس بنیادی غرض و غایت یعنی تعلیم و تربیت کی اہمیت پر ان الفاظ میں مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

انما بعثت معلماً ۔ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ۔ میرے بھیجنے کا مقصد ہی تکمیلِ اخلاق ہے۔

اللہ جل شانہ نے تخلیق کائنات میں سب سے پہلے قَلَمْ پیدا فرمایا۔ تاکہ تعلیم کی اہمیت آشکارا ہو جائے۔ لوح و قلم کی ... مناسبت نے انسانی اذہان کو حصولِ تعلیم پر مستعد بنا دیا۔

تاریخ ایسے تاریک ادوار سے بھی گذری جن میں جہالت کے گھٹا ٹوپ بادل ساری دنیا پر سایہ فگن تھے۔ اشرف المخلوقات ... علم کی عظمت سے محروم اور نورِ عرفاں سے بے مایہ تھا۔ تاہم معاشرتی، تمدنی اور ثقافتی ضروریات کو پورا کرنے کی خاطر کہیں ... علم دوست بھی پائے جاتے تھے جو ٹمٹماتے ہوئے چراغ سحری کی طرح اجالے کی کرنیں بکھیرنے میں مصروف تھے۔

قدیم زمانہ میں مرامر بن مرّۃ، اسلم بن سدرہ اور عامر بن جدرہ نے اپنی مشترکہ کوششوں سے سُریانی زبان سے عربی خط ایجاد کیا۔ ان سے "انبار" کے کچھ لوگوں نے یہ فن حاصل کیا۔ پھر اہلِ انبار سے "اہل حیرہ" نے سیکھ لیا اور دومۃ الجندل کے حاکم ... کیدر کے بھائی بشر بن عبدالملک بن عبدالجنّ الکندی نے قیام حیرہ کے دوران عربی رسم الخط سیکھ لیا۔ موصوف کو کسی ... وقت سے مکہ مکرمہ جانا پڑا۔ جہاں اس سے سفیان بن امیہ بن عبدالشمس اور ابو قیس بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب نے لکھنا ... ان دونوں کی خواہش پر اس نے پہلے ہجاء سے آگاہ کیا اور پھر رسم الخط بتایا اور وہ لکھنے لگے۔

البتہ قدیم زمانہ میں طرزِ تحریر دورِ حاضر سے بے حد مختلف تھا۔ وہ طرزِ تحریر الفاظ کی بناوٹ، نقاط کا اہتمام اور اعراب سے ... لکھنے والا صرف حروف لکھنے پر اکتفا کرتا تھا۔ لیکن پڑھنے والے اس طرزِ تحریر کے ایسے عادی اور ماہر تھے کہ بغیر نقطوں کے تحریر بڑی روانی سے پڑھ لیتے اور کسی قسم کی دشواری محسوس نہ کرتے تھے۔ بلکہ محض سیاق و سباق کے قرینہ سے مشتبہ حروف میں امتیاز بھی سہولت سے کر لیتے تھے۔ انہیں اعراب کا اہتمام تو کجا نقطے ڈالنا بھی گوارا نہ تھا اور اسے علمی اعتبار سے کسرِ شان سمجھتے تھے جیسا کہ مورخ مدائنی ایک ادیب کا قول نقل کرتے ہیں۔

کثرۃ النقط فی الکتاب سوء ظن بالمکتوب الیہ	خط میں کثرت سے نقطے ڈالنا مکتوب الیہ سے بدگمانی کے مترادف ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں بھی مکہ مکرمہ اور اہل عرب میں زبان کی نزاکت، لغات و محاورات کی کثرت، قواعد صرف و نحو کا استحکام اور انتہائی بلند معیار منظوم ذخیرہ ان کے علمی ذوق کی ترجمانی کرتا ہے۔ علاوہ ازیں لکھنے پڑھنے کی چیزوں کے علمی نام اس قدر شہرت پذیر تھے کہ قرآن مجید نے بھی ان سے اپنے اوراق کو مزین کیا ہے جیسا کہ

وَرَق ۔ قَرَاطِیس کاغذ کے لئے ۔ قَلَم، نُون دوات کے لئے ۔ مِدَاد، سیاہی ۔ لَوح ۔ تختی ۔ سَفَرَۃ

کَاتِبْ، لکھنے والے۔ نَسْتَنْسِخُ، مَرْقُوم۔ مَسْطُورٌ۔ مُسْتَطَر۔ مَکْتُوب، تَخُطُّہٗ، تُمْلِی، یُمْلِلُ وغیرہ یہ سب لکھنے کے معنی میں جو مختلف افعال پائے جاتے ہیں۔ ان کے صیغے ہیں۔

غرض یہ الفاظ اور ان کے مماثل بنیادوں پر زمانہ اسلام کے عربوں نے علوم و فنون کی ایسی پرشکوہ عمارتیں کھڑی کیں جن پر پورے کرۂ ارضی کی علمی دنیا کو بجا طور پر فخر ہے۔

ورقہ بن نوفل کی علمی حیثیت اس بات سے آشکارا ہوتی ہے کہ انہوں نے زمانۂ جاہلیت میں تورات اور انجیل کا عبرانی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ ان کا یہ ایسا علمی شاہکار تھا جس سے نہ صرف ان کی عربی زبان میں مہارت کا پتہ چلتا ہے بلکہ دوسری زبانوں میں بھی ان کی کامل دسترس کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ اور یہ بھی اہلِ مکہ ہی کا کمال تھا کہ انہوں نے سب سے پہلے عربی زبان کو ایک تحریری زبان کی حیثیت عطا کی۔

سفیان بن امیہ اور ابوقیس بن عبد مناف کی مشترکہ کوششوں سے جو گلشن علم و حکمت معرض وجود میں آیا تھا مکہ کے اہل قلم نے اس کی آبیاری کی۔ اور اس کی سدا بہار نکہتوں کو نبی امی معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکھارا اور اپنے خونِ جگر سے سینچا اور شبانہ روز جد و جہد سے اسے پروان چڑھایا۔

یونہی مدینہ منورہ میں معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے بھی یہود میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ تھا۔ تعلیمی درسگاہیں قائم تھیں۔ جن میں تورات کی تعلیم کے علاوہ لکھنے پڑھنے کی تربیت کا انتظام تھا لیکن تعلیمی رجحان عام نہ ہونے کی وجہ سے بہت کم لوگ تعلیم یافتہ تھے۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں حسب ذیل حضرات کے نام قابل ذکر ہیں۔

سعد بن عبادہ۔ منذر بن عمرو۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ رافع بن مالک۔ اسید بن حضیر۔ معین بن عدی۔ بشیر بن سعد۔ سعد بن ربیع۔ اوس بن خولی اور عبداللہ بن ابی۔

البتہ اسلام کی تاریخ میں مدینہ منورہ نے ابتداہی سے ایک مستقل دَارُالعِلْم کی حیثیت اختیار کر لی تھی جس سے نہ صرف جزیرۃ العرب فیض یاب ہوا۔ بلکہ علم کی نورانی شعاعوں سے ساری دنیا بقعہ نور بن گئی جس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت نبوی کے وقت مکہ مکرمہ میں معدودے چند افراد تعلیم یافتہ تھے جن کے اسماء حسب ذیل ہیں:-

۱۔ عمر بن خطاب۔ ۲۔ علی بن ابی طالب۔ ۳۔ عثمان بن عفان۔ ۴۔ ابو عبیدہ بن جراح۔ ۵۔ طلحہ۔ ۶۔ یزید بن ابی سفیان۔ ۷۔ ابو حذیفہ بن عتبہ۔ ۸۔ حاطب بن عمرو۔ ۹۔ ابو سلمہ بن عبدالاسد۔ ۱۰۔ ابان بن سعید۔ ۱۱۔ خالد بن سعید۔ ۱۲۔ عبداللہ بن سعد۔ ۱۳۔ حویطب بن عبدالعزیٰ۔ ۱۴۔ ابوسفیان بن حرب بن امیہ۔ ۱۵۔ معاویہ بن ابوسفیان۔ ۱۶۔ جہیم بن الصلت۔ ۱۷۔ العلاء الحضرمی۔ ۱۸۔ عامر بن فہیرہ۔ ۱۹۔ ورقہ بن نوفل اور عبدالمطلب بن ہاشم۔

چند عورتیں بھی زیور تعلیم سے آراستہ تھیں۔ جیسا کہ

۱۔ شفا بنت عبداللہ العدویہ ۔ ۲۔ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر فاروق ۔ ۳۔ ام کلثوم رضی عقبہ ۔ ۴۔ عائشہ بنت سعد ۔ ۵۔ کریمہ بنت مقداد ۔ ۶۔ اور ام سلمہ۔

قارئین کے لئے یہ واقعہ یقیناً تعجب انگیز اور حیرت انگیز ہوگا کہ اس زمانہ میں بھی لڑکوں اور لڑکیوں کے مدارس موجود تھے خواہ وہ کتنے ہی ابتدائی نوعیت کے ہوں لیکن تعلیمی شعور اور علمی ذوق کا نتیجہ تھا کہ لڑکوں کی تعلیم کی طرح لڑکیوں کی تعلیم کا احساس بھی پایا جاتا تھا۔ چنانچہ علامہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں:۔

مکہ مکرمہ کے قریب قبیلہ ہذیل کی ایک مشہور فاحشہ عورت بچپن میں سکول جاتی تھی جہاں اس کا محبوب مشغلہ بچوں کی دواتوں میں قلم ڈالنا اور نکالنا تھا۔

زمانہ جاہلیت میں ابو سفیان بن حرب نے مکتب قائم کر رکھا تھا۔ قریش کے دیگر نامور لوگوں کے علاوہ سیدنا عمر بن خطاب نے بھی اس میں تعلیم حاصل کی تھی ؛

تعلیم حاصل کرنے کے ذرائع تین ہیں ۔ ۱۔ وحی ، یعنی انبیاء کے ذریعہ (۲) حواس (۳) عقل وفکر اور استنباط کے ذریعہ ، ان تینوں کی حسن تکمیل کی خاطر خالق کائنات نے محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی فکر و قیاس سے بالاتر علمی مراتب مرحمت فرمانے کی خاطر جائے پیدائش سے لے کر آپ کے ذاتی حالات تک ہر چیز اور ہر مرحلہ کچھ ایسی انوکھی نوعیت کا بنایا کہ کوئی انسان اپنی ذاتی کاوش اور ظاہری وسائل کے بل بوتے پر یہ کمال حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ جائے پیدائش کے لئے عرب کا صحرا تجویز ہوا۔ جو متمدن دنیا اور علم و حکمت کے مراکز سے بالکل الگ تھلگ تھا جس کے راستے اور ذرائع مواصلات ایسے دشوار گذار اور جاں گداز تھے کہ شام، عراق اور مصر جیسے ترقی یافتہ شہروں کے باشندوں کے ساتھ کوئی رابطہ نہ تھا۔

ایسے ماحول میں پیدا ہونے اور نشوونما پانے والے انسان سے علم و حکمت اور اخلاق فاضلہ عالیہ کے ظہور کا تصور کیسے ہو سکتا تھا۔ لیکن حق تعالیٰ نے آپؐ کو خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا تو آپ کی زبان سے علم و دانش کا ایک ایسا لا متناہی سلسلہ شروع ہوگیا کہ پھر آپ کی فصاحت و بلاغت کے سامنے عرب کے بڑے بڑے نامور اور شہرۂ آفاق شعراء و بلغا عاجز ہوگئے۔

نبی امی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلا جو خدائی حکم ملا جس سے وحی خداوندی کا آغاز ہوا۔ وہ تعلیم و حکمت جیسے عظیم المرتبت موضوع پر مبنی تھا۔ کیونکہ تعلیم ہی معرفت الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے ۔ علاوہ ازیں علم ہی انسان کو دوسری ساری مخلوقات اور حیوانات سے ممتاز اور اشرف و اعلیٰ بناتا ہے ۔ ارشاد اولیں ہوتا ہے ۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو پیدا کیا۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝	جمے ہوئے لہو سے۔
اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝	پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔
الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ	جس نے علم سکھایا قلم سے۔ آدمی کو وہ کچھ
الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝	سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا

علم کی اہمیت | پڑھنے کے حکم کے ساتھ ہی اس کے لوازمات کا ذکر اس کی اہمیت کو اُجاگر کرتا ہے یعنی قلم ہی علم کا واسطہ ہے۔ جو انسانی تہذیب و تمدن کا ضامن ہے۔ چونکہ علم حاصل کرنے کی عام طور پر دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک زبانی اور دوسری بذریعۂ قلم تحریر و کتابت کی صورت میں، اس لئے اولیں طور پر ان دونوں کا ذکر کیا گیا۔ اِقْرَأْ سے زبانی تعلیم کی ترغیب اور عَلَّمَ بِالْقَلَمِ سے تحریر و کتابت کی اہمیت کو واضح کر دیا۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ کا فرمان ہے کہ قلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اگر قلم نہ ہوتا تو نہ کوئی دین قائم رہتا اور نہ ہی دنیا کے کاروبار درست ہوتے۔

سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو ان چیزوں کا علم دیا جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔ انہیں جہالت کے اندھیروں سے نکال کر نورِ علم سے بہرہ یاب فرمایا اور علم و کتابت کی ترغیب دی۔ کیونکہ اس میں بے شمار منافع ہیں جن کا اللہ کے سوا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔

تمام علوم و حکم کی تدوین اور اولین و آخرین کی تاریخ، ان کے حالات و مقالات اور اللہ کریم کی نازل کردہ کتابیں، سب قلم ہی کے ذریعہ معرضِ وجود میں آئیں۔ (یعنی لکھی گئیں) اور رہتی دنیا تک باقی رہیں گی۔ اگر قلم نہ ہوتا تو دین و دنیا کے سارے کام مختل ہو جاتے۔

علم کی فضیلت | اسی لئے معلمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و قلم کی برکات اور فیوضات سے مستفید و مستفیض ہونے کی تاکید فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

طلب العلم فریضۃ	علم حاصل کرنا فرض ہے۔
من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین	اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی معرفت سے نوازتا ہے

آپ نے ارشاد فرمایا

العلماء خلفاء الانبیاء	علماء انبیاء کے خلفاء ہیں۔

ایک روایت میں ہے :۔

العالم والمتعلم شریکان فی الاجر — عالم اور طالب علم دونوں اجر میں شریک ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

عالم زمین پر خدا کا امین ہے، نیز فرمایا علماء بارانِ رحمت ہیں جہاں بھی ہوں گے نفع پہنچائیں گے۔

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے اللہ پاک اس کے لئے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے اگر کوئی قوم کسی مسجد میں تلاوت قرآن مجید اور تعلیم و تعلم کے لئے جمع ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر سکینت نازل کرتا ہے۔ اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان پر اپنے پَر بچھا لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ فرشتوں میں کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے۔

مثل العلماء فی الارض کمثل النجوم فی السماء — جس طرح آسمان میں ستارے چمک رہے ہیں زمین میں علماء کی مثال بھی درخشندہ ستاروں کی سی ہے۔

ہجرت مدینہ کے بعد معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و ادب کی نشر و اشاعت اور خواندگی کو عام کرنے کے لئے بھرپور کوشش فرمائی۔ تعلیم و تعلم کے مختلف طریقے اپنا کر تقریباً ہر فرد کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر دیا۔ اس شعبہ کو ترقی کے درجہ کمال تک پہنچانے کے لئے متعدد انتظامات بروئے کار لائے۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی یہ بھی تھی کہ علوم و فنون کے ماہر اساتذہ تعلیمی خدمات پر تعینات کئے۔ دوسرے شہروں سے ماہرین کو طلب کیا۔ جو قرآن و حدیث اور فقہی مسائل کی تعلیم و تدریس میں ہمہ وقت مشغول و مصروف رہتے تھے۔ آپ کے فیضانِ نظر اور معلمین، مدرسین اور مبلغین کی مخلصانہ جدوجہد سے تھوڑے ہی دنوں میں سرزمین عرب کا جہالت کدہ، علوم و فنون کا گہوارہ بن گیا۔ اور انہی عربوں کی شاگردی ایشیا، افریقہ اور یورپ تک نے اختیار کر لی۔

نوشت و خواند کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا۔

قیدوا العلم بالکتاب — علم کو لکھائی کے ذریعہ محفوظ کرو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اور حافظہ کمزور ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا :۔

"استعن بیمینك" دائیں ہاتھ سے مدد لو۔ یعنی لکھ کر علم کو محفوظ کر لو
اسی بنا پر قرآن مجید پڑھنے اور حفظ کرنے کے علاوہ دیگر دینی علوم کے ساتھ تحریر وکتابت اور املا بھی نصاب تعلیم میں شامل تھی۔ سیدنا عبداللہ بن سعید بن العاص زمانہ جاہلیت سے خوش نویسی میں مشہور تھے اور "الکاتب" کے لقب سے شہرت پذیر تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کتابت اور املا سکھانے پر مامور فرمایا۔

اسی طرح سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے مشہور خوش نویس اور "الکامل" کے نام سے یاد کئے جاتے تھے انہیں بھی مسلمانوں کی تعلیمی خدمت انجام دینے پر تعینات فرمایا۔

عرب میں "الکامل" اس شخص کو اعزازی طور پر کہا جاتا تھا جو لکھائی میں مہارت کے علاوہ تیر اندازی اور پیراکی میں بھی ماہر ہوتا تھا۔ سیدنا سعد بن عبادہ بھی ان اوصاف سے متصف تھے

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قرآنی تعلیمات کے علاوہ تحریر وکتابت سکھانے کی خدمت سپرد کی گئی تھی۔

سیدنا زید بن ثابت الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے اور مسلمانوں کو بھی فن کتابت سکھاتے تھے۔ موصوف قراءۃ، فرائض اور فقہ میں بھی مہارت کاملہ کے مالک تھے۔

جو لوگ علم حاصل کرنے آتے ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جاتی۔ آنے والوں کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا جاتا اور بڑے جوش وجذبہ سے ان کا پُرطپاق خیر مقدم کیا جاتا تھا۔ سیدنا صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ جب کہ آپؐ مسجد نبوی میں سرخ چادر اوڑھے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا :-

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — یا رسول اللہ علم حاصل کرنے کے لئے حاضر

انّی جئت اطلب العلم — ہوا ہوں۔

فقال مرحبا بطالب العلم — حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش آمدید کہا

اور ارشاد فرمایا کہ طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں پھر خوشی اور محبت سے ایک دوسرے فرشتے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔

انصار کے ہر گھر نے تعلیمی درسگاہ کی حیثیت اختیار کر لی تھی جہاں شب وروز قرآن وحدیث کے پڑھنے پڑھانے کی روح پرور آوازیں آتی تھیں۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ میں نے علم کا ذخیرہ سب سے زیادہ

انصار سے حاصل کیا تھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خدمت میں لوگ دور دراز علاقوں سے علم دین حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ آتے تھے۔ جن کا صحابہ نہایت فراخ دلی سے خیر مقدم کرتے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہرون عبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم لوگ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بڑے ادب واحترام اور خوشی سے مرحبا کہا۔ اور فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارے پاس لوگ دنیا کے گوشے کونے سے علم حاصل کرنے آئیں گے۔ لہٰذا جب وہ آئیں تو تم ان کا خیر مقدم کرنا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ عنقریب علم دین حاصل کرنے کے لوگ اونٹوں کے کلیجے فنا کر دیں گے مگر انہیں کہیں بھی جید اور مستند عالم نہ ملے گا۔ بالآخر وہ اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے مدینہ منورہ کے علماء کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ مشرق اور مغرب سے علم کی طلب میں نکلیں گے۔ مگر وہ مدینہ منورہ کے علماء سے زیادہ علم والا کہیں بھی کسی کو نہیں پائیں گے یا اس طرح فرمایا کہ اہل مدینہ سے زیادہ علم والا کسی کو نہیں پائیں گے۔
حضور اقدس صلی اللہ نے فرمایا:۔

الناس تبع لکم یا اھل المدینۃ فی العلم ، اے اہل مدینہ لوگ علم میں تمہاری اتباع کریں گے
حضرت ابو العالیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بصرہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مرویات سنتے تھے لیکن اس پر پوری طرح تشفی نہ ہوتی۔ اس لئے ہم خود مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر صحابہ کی زبانی احادیث سنتے تھے۔

جن لوگوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے معلم و مدرس کی حیثیت سے تعینات فرمایا تھا ان میں سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ مدینہ میں طلب کیا تاکہ لوگوں کو تحریر و کتابت کا فن سکھائیں اس شعبہ میں سیدنا ابو رافع مولیٰ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مامور تھے جو املا کراتے اور طلباء ان کے پاس بیٹھ کر مشق کرتے تھے۔ معروف اساتذہ میں سیدنا سعد بن ربیع الخزرجی سیدنا بشیر بن سعد بن ثعلبہ، سیدنا ابان بن سعید بن العاص شامل تھے۔ جب کہ بشر بن سعد زمانہ جاہلیت سے عربی لکھنا جانتے تھے۔

علاوہ ازیں عہد اسلام میں حسب ذیل اساتذہ بھی تعلیمی خدمات انجام دیتے رہے ہیں:

الضحاک بن مزاحم عامر الشعبی، باذام مولیٰ ام ہانی۔ ابو عبدالرحمٰن السلمی اور عبداللہ بن غبیب حضرات حسنین کریمین کے اساتذہ میں سے تھے اور عبداللہ بن حارث وغیرہ۔

زمانہ جاہلیت کے معلمین کے نام حسب ذیل ہیں:۔

بشر بن عبدالملک، سکون، سفیان بن امیہ بن عبدالشمس۔ ابوقیس بن عبدمناف بن زہرہ۔ غیلان بن سلمہ بن معتب الثقفی۔ عمرو بن زرارہ بن عدس بن زید کاتب کے لقب سے شہرت رکھتے تھے۔

کبھی کبھار تدریس کی خدمت مہاجرین کو بھی سونپی جاتی تھی کہ انصار کو تعلیم دیں۔ جیسا کہ سیدنا وردان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب طائف سے آئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ریان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا کہ ان کے مصارف کا بار اٹھائیں اور قرآن مجید کی تعلیم حاصل کریں۔

لکھائی کے لئے قلم دوات اور تختی استعمال کرنے کا رواج تھا۔ ایک دفعہ فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ لکھانے کے لئے طلب فرمایا تو وہ قلم دوات اور تختی لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔

سیدہ ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تختی پر لکھنے کی مشق کرتی تھیں اور تختی پر لکھنا سکھاتی تھیں۔

طلباء کے لئے نظام الاوقات مقرر تھا جس کی پابندی ضروری تھی۔ طلباء کی مرضی پر آنا جانا نہیں تھا بلکہ اساتذہ نے جو اوقات مقرر کر رکھے تھے ان میں پڑھنا اور باہم مذاکرہ (تکرار) کرنا لازمی تھا۔ تعلیم کے اوقات عموماً نماز فجر کے بعد چاشت تک یا ظہر اور طلبا تعلیم شروع ہونے سے پہلے جماعتوں میں پہنچ جاتے اور اپنی اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ جاتے اگر کوئی طالب علم سبق میں حاضر نہ ہوتا تو اساتذہ اس سے باز پرس کرتے اور غیر حاضری کا سبب دریافت کرتے۔

نصاب تعلیم نصاب تعلیم کی تفصیلات بیان کرنا بے حد دشوار ہے البتہ مختلف روایات سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ بعض مخصوص اساتذہ کے پاس مخصوص فنون اور کتب کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھی لوگ جاتے تھے۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید و حدیث شریف اور دین کے ضروری مسائل کی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ بہت سے علوم و فنون کی تعلیم و تربیت کا حکم دے رکھا تھا جن میں علم تجوید[1] علم انساب[2]، علم ہیئت[3]، علم طب[4]، علم الفرائض[5] یعنی وراثت کے احکام، پیراکی[6]، نشانہ بازی[7] اور فن کتابت[8] وغیرہ شامل تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تعلموا انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم۔ ایک روایت میں ہے کہ سلسلہ نسب کا علم حاصل کرو تاکہ تمہارے درمیان محبت بڑھے۔